محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم

قرآن و سنت کا ترجمان تبلیغی و اصلاحی

ماہنامہ مجلہ

المحمدیہ

حاصل پور

بیاد
حافظ عبد اللہ بہاولپوری رحمہ اللہ
مولانا عبد اللہ گورداسپوری رحمہ اللہ
حافظ عبد المنان نورپوری رحمہ اللہ

نگران اعلیٰ: حافظ رضاء اللہ رؤف
ایڈیٹر: محمد عظیم حاصلپوری

شمارہ نمبر 02
شعبان 1435ھ جون 2014ء

شہادت کی تمنا

غیبت کیا ہے......؟

شب برأت کیا ہے......؟

کورٹ میرج کی شرعی حیثیت

سائنس کی ترقی میں مسلمانوں کا کردار

ناشر
محمدیہ اسلامک ریسرچ سنٹر جالندھر کالونی حاصل پور

سرپرست

شیخ الحدیث شیخ عبداللطیف صاحب حفظہ اللہ

(بہاولپور)

قرآن و سُنّت کا ترجمان تبلیغی، واصلاحی

ماہنامہ مجلّہ

المحمدیہ

حاصل پور

جلد نمبر 1

نگران اعلیٰ

محترم جناب

حافظ رضا اللہ رؤف

(گوجرانوالہ)

چیف ایگزیکٹو

میاں شعیب انجم

شمارہ نمبر 2

شعبان 1435ھ

جون 2014ء

چیف ایڈیٹر

مجیب الرحمٰن سیاف

سب ایڈیٹر

عبدالشکور فائق

لیگل ایڈوائزر

توقیر احمد گل

(ایڈوکیٹ ہائی کوٹ)

معاون ایڈیٹر

زاھد محمود یزدانی، قاری عثمان فاروقی

مجلس ادارت

- الشیخ عبدالستار حماد حفظہ اللہ (میاں چنوں)
- مولانا عبداللہ چشتی حفظہ اللہ (بہاولنگر)
- مولانا عبدالحی عابد حفظہ اللہ (ملتان)
- مولانا محمد رفیق طاہر حفظہ اللہ (ملتان)
- مولانا اقدس الٰہی حفظہ اللہ (لاہور)
- مولانا زبیر گورداسپوری حفظہ اللہ (بورے والا)
- مولانا غلام اللہ حفظہ اللہ (میلسی)
- مولانا زاہد محمود حفظہ اللہ (وہاڑی)
- مولانا اسماعیل عتیق حفظہ اللہ (وہاڑی)

مجلس مشاورت

- حافظ اسعد محمود سلفی حفظہ اللہ (گوجرانوالہ)
- مولانا محمد مالک بھنڈر حفظہ اللہ (گوجرانوالہ)
- مولانا عبدالمالک مجاہد حفظہ اللہ (گوجرانوالہ)
- مولانا رحمت اللہ شاکر حفظہ اللہ (گوجرانوالہ)
- مولانا حافظ عمران عریف حفظہ اللہ (گوجرانوالہ)
- پروفیسر حافظ سعید کلیروی حفظہ اللہ (گوجرانوالہ)
- مولانا ریاض الرحمن حفظہ اللہ (فورٹ عباس)
- مولانا حبیب الرحمن حفظہ اللہ (حاصل پور)
- مولانا ابوبکر طارق حفظہ اللہ (گاگومنڈی)

خط وکتابت

محمدیہ اسلامک ریسرچ سنٹر

جالندھر کالونی وہاڑی روڈ

حاصل پور ضلع بہاولپور 0301-6131916

زرتعاون

ماہانہ

20.........روپے

سالانہ

240.........روپے

رابطہ برائے پرنٹ میڈیا

ای میل: فیس بک:

Hasalpuri@gmail.com

Muhammadia.irc@gmail.com

مجلّہ کو انٹرنیٹ پر پڑھنے کے لیے:

Www.Muhammadia-irc.blogspot.com

سرکولیشن مینجر

زبیر الرحمٰن حاصلپوری

0313-2501221

062-2442916

خصوصی نمائندہ حاصل پور

محمد عمران حاصل پوری

0321-7592205

0306-8917086

نوٹ:

مجلّہ المحمدیہ اپنے نام مستقل جاری کروانے کے لیے سرکولیشن مینجر کے نمبر پر کال کیجیے۔

ادارہ کا مضمون نگار کی رائے سے کلی اتفاق ضروری نہیں

آئینہ مضامین

درس قرآن	اتباع کس کی......؟	محمد رفیق طاہر	۳
درس حدیث	شہادت کی تمنا	عبدالشکور فائق	۵
فقہ وفتاویٰ	اُحکام ومسائل	الشیخ عبداللطیف	۷
فہم قرآن	آؤ قرآن سیکھیں (سوالاً جواباً)	محمد عظیم حاصل پوری	۱۰
دبدعات	شب برأت کی حقیقت	محمد عظیم حاصل پوری	۱۲
ارتقاء	سائنس کی ترقی میں مسلمانوں کا کردار	محمد محسن	۲۰
سیر وسوانح	حافظ عبداللہ بہاولپوری رحمہ اللہ	عبدالرؤف بہاولپوری	۲۳
اصلاح نفس	غیبت کیا ہے......؟	زاہد محمود یزدانی	۲۶
سیر وسوانح	باباجی عبداللہ گورداسپوری رحمہ اللہ	محمد سہیل احمد گورداسپوری	۲۸
خراج تحسین	مولانا ثناء اللہ مجاہد رحمہ اللہ	ابوطلحہ بن ثناء اللہ مجاہد	۳۲

فہرست نمائندگان

لاہور: مکتبہ اسلامیہ 042-37244973
گوجرانوالہ: رانا نثار احمد 0302-8649227
گوجرانوالہ: مرزا حافظ عاصم 0333-8124752
گوجرانوالہ: محمد یحییٰ طاہر 0321-7202700

صادق آباد: قاری نعیم صدیقی 03016550502
رینالہ خورد: محمد اشرف ڈوگر 0345-4100060
وزیرآباد: اسامہ اشرف 03066284139
ملتان: محمد رفیق طاہر 0321-7302283

فیصل آباد: مکتبہ اسلامیہ 0412631204
چیچہ وطنی: ماسٹر محمد شاہد 0333-7477737
میلسی: مولانا یونس تبسم 0302-7724417
وہاڑی: عبداللہ عزیزی 0302-4962353

بہاول نگر: محمد ادریس انصاری 03016570300
ہارون آباد: محمد عمران شاکر 0301-4913321
فورٹ عباس: ریاض الرحمٰن 03007435242
کھچی والا: ابواسامہ ضیاء الرحمٰن 0302-4400210

چشتیاں: قاری عثمان فاروقی 03369752963
مظفرآباد: میاں ضیاء الرحمٰن 03007851291
میلسی: مولانا ضیاء الرحمٰن 0302-6256749

درس قرآن

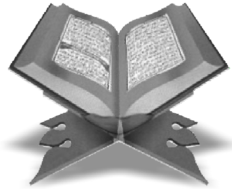

اتباع کس کی......؟

تحریر......محمد رفیق طاہر (ملتان)

﴿اِتَّبِعُوْا مَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهِ أَوْلِيَاءَ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ﴾(الأعراف : ۳)

’’جو کچھ تمہاری طرف تمہارے ربّ کی طرف سے نازل کیا گیا ہے اسکی پیروی کرو، اور اسکے سوا دیگر اولیاء کی پیروی نہ کرو، تم کم ہی نصیحت حاصل کرتے ہو۔‘‘

اس آیت مبارکہ میں اللہ سبحانہ وتعالی نے اہل ایمان کے لیے لائق اتباع بلکہ واجب الاتباع چیز کی حد بندی فرمادی ہے۔ کہ صرف اور صرف ما أنزل (اللہ کی طرف سے نازل شدہ وحی) کی پیروی کی جائے، اور اسکے سوا کسی بھی دوسری چیز کی پیروی نہ کی جائے۔ اور اللہ تعالی کی طرف سے نازل شدہ وحی کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کی صورت میں ہمارے درمیان موجود ہے۔ کتاب وسنت کے سوا کوئی بھی اور چیز اللہ تعالی کی طرف سے ہماری طرف نازل کردہ نہیں ہے۔ لہذا لازم ہے کہ ہم اپنی زندگی کے ہر معاملہ میں وحی الہی یعنی کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ سے رہنمائی لیں، اسی کی اتباع کریں اور اسکے سوا دیگر اولیاء کی اتباع سے گریز کریں۔

خیر وشر کو ماپنے اور حق وباطل کو تولنے کے لیے معیار صرف اور صرف وحی الہی ہی ہے، جو اسکے موافق ہوگا وہ حق ہے اور جو اسکے مخالف ہوگا وہ باطل ہے۔

کتاب وسنت کو سمجھنے کے لیے بھی کتاب وسنت ہی معیار ہیں کیونکہ ایک آیت دوسری آیت کی تفسیر کرتی ہے، ایک حدیث دوسری حدیث کی تشریح کرتی ہے، اور اسی طرح احادیث نبویہ قرآن مجید کی تفسیر وتشریح کرتی ہیں اور احادیث کی وضاحت بھی قرآن مجید سے ہوتی ہے۔ تو قرآنی آیت یا حدیث نبویہ کا کوئی بھی ایسا مفہوم جو دیگر آیات یا احادیث سے میل نہ کھاتا ہو ہرگز معتبر نہیں ہے۔

قرآن وحدیث سے مسائل اخذ کرنے کے قوانین، احادیث کی صحت وسقم کو پرکھنے کے قاعدے، اور

اجتہاد واستنباط کے لیے وضع کردہ اصول فقہ بھی قرآن وسنت کی کسوٹی پر پرکھے جائیں گے۔ اور صرف انہی اصولوں کو درست قرار دیا جائے گا جن پر وحی الہی یعنی کتاب اللہ یا سنت رسول اللہ ﷺ کی دلیل موجود ہوگی۔ اور جن اصولوں پر کتاب وسنت کی دلیل موجود نہ ہو، وہ اصول ہی باطل ٹھہریں گے۔

اور جب کتاب وسنت سے اخذ کردہ اصولوں کے ذریعہ کسی مسئلہ کا استنباط کرتے ہوئے اہل علم کے مابین اختلاف پیدا ہو جائے، تو اسکے حل کے لیے بھی کتاب وسنت کی طرف ہی رجوع کیا جائے گا۔ جس صاحب علم کا اخذ کردہ مسئلہ قرآن وسنت کے موافق یا قریب تر ہوگا، اسے مصیب اور جسکا اسکے برعکس ہوگا اسے مخطیء قرار دیا جائے گا۔

امت کے اسلاف، امت کے لیے اسوہ وقدوہ ہیں، لیکن بہر حال وہ بشر ہیں، ان سے غلطی کا صدور ممکن ہے۔ خواہ وہ خیر القرون میں شامل ہوں یا اسکے بعد والے ادوار سے تعلق رکھنے والے ہوں، بہر حال وہ انسان ہیں، انکی حیثیت ایک امتی کی ہے، نہ کہ شارع کی! ۔ انکے فیصلوں اور اجتہادات کو بھی کتاب وسنت پر ہی پیش کیا جائے گا، کیونکہ دین میں اصل صرف اور صرف وحی الہی ہی ہے، تو انکی جو آراء وحی کے مطابق ہونگی وہ سر آنکھوں پر، اور جو وحی الہی سے ٹکراتی ہوں گی، ہم انہیں تسلیم کرنے سے قاصر ہونگے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، وہ پاکباز ہستیاں ہیں کہ جنکے ایمان کی گواہی اللہ تعالی نے دی ہے، اور ان کے لیے اپنی رضامندی کا اعلان فرمایا ہے۔ وہ اس امت کے سب سے مقدس ومعتبر، اور عالی مقام لوگ ہیں۔ لیکن بہر حال وہ نبی نہیں ہیں، بلکہ امتی ہی ہیں۔ لہذا انکے فرمودات عالیہ کو بھی وحی الہی کے میزان میں تولا جائے گا۔ موافق کو قبول اور مخالف کو رد کر دیا جائے گا۔ یہی عمل خود صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بھی کیا ہے۔ کہ کسی بھی صحابی کے پاس کسی دوسرے صحابی کا کوئی فتوی یا قول پہنچتا، تو اگر وہ قرآن وحدیث کے موافق ہوتا تو اسکی ستائش کرتے اور اگر کتاب وسنت کے منافی ہوتا تو اس سے براءت کا اظہار کرتے اور قال اللہ یا قال الرسول ﷺ کے ساتھ اسکی اصلاح کر دیتے ‘ کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالی نے ہمیں اسی بات کا حکم دیا ہے۔ کہ اتباع صرف اور صرف وحی الہی کی کریں، اور باہم اختلاف کی صورت میں بھی معاملہ کو اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی طرف لوٹائیں۔

درس حدیث

شہادت کی تمنا

عبدالشکور فائق (مدیر جامعہ تعلیم الاسلام کھچی والا)

((أَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِىَّ ﷺ يَقُوْلُ: وَالَّذِىْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ أَنِّىْ أَغْزُوْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَأُقْتَلُ ثُمَّ أَغْزُوْ فَأُقْتَلُ ثُمَّ أَغْزُوْ فَأُقْتَلُ)) [مسلم ، الامارة(١٨٧٦)وبخاری(٢٧٩٧)]

”سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا آپ دعا کر رہے تھے، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میں محمد ﷺ کی جان ہے! مجھے تو یہ چیز محبوب ہے کہ اللہ کے راستے میں جہاد کروں اور شہید ہو جاؤں، پھر جنگ کروں اور شہید ہو جاؤں پھر لڑوں اور شہید ہو جاؤں“

شہادت ایک ایسا عظیم اعزاز ہے کہ جس کے حصول کے لیے رسول اللہ ﷺ نے خود تمنا کی نیز امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ دعا کیا کرتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِىْ شَهَادَةً فِىْ سَبِيْلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِىْ فِىْ بَلَدِكَ رَسُوْلِكَ))

”اے اللہ! مجھے شہادت کی موت نصیب فرما، اگر چہ تیرے نبی کے شہر مدینے میں ہی کیوں نہ ہو“

بخاری ، فضائل المدینة(١٨٩٠)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: مجھ سے حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے جنگ احد میں کہا: اے سعد! تم اللہ پاک سے دعا کیوں نہیں مانگتے؟ اس کے بعد یہ دونوں ایک گوشہ میں گئے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اس طرح دعا مانگی:

يَا رَبِّ إِذَا لَقِينَا الْقَوْمَ غَدًا ، فَلَقِّنِى رَجُلًا شَدِيدًا بَأْسُهُ شَدِيدًا حَرْدُهُ ، فَأُقَاتِلُهُ فِيكَ وَيُقَاتِلُنِى ، ثُمَّ ارْزُقْنِى عَلَيْهِ الظَّفَرَ حَتَّى أَقْتُلَهُ ، وَآخُذَ

سَلَبَهُ

اے میرے رب! جب دشمنوں سے مڈبھیڑ ہو تو میرے سامنے ایک ایسے آدمی کو لا جو سخت حملہ آور ہو اور بہت ہی قتال ہو۔ میں اس سے لڑوں اور وہ مجھ سے لڑے۔ پھر مجھے اس پر کامیابی کی توفیق عطا فرما کہ میں اسے قتل کر دوں اور اس کا سارا مال لے لوں۔

ان کی دعا پر حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے آمین کہی۔ پھر حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے دعا مانگی۔

اللَّهُمَّ ارْزُقْنِي غَدًا رَجُلًا شَدِيدًا حَرْدُهُ، شَدِيدًا بَأْسُهُ، أُقَاتِلُهُ فِيكَ وَيُقَاتِلُنِي، ثُمَّ يَأْخُذُنِي فَيَجْدَعُ أَنْفِي وَأُذُنِي، فَإِذَا لَقِيتُكَ غَدًا قُلْتَ :يَا عَبْدَ اللَّهِ فِيمَ جُدِعَ أَنْفُكَ وَأُذُنُكَ؟ فَأَقُولُ :فِيكَ وَفِي رَسُولِكَ، فَيَقُولُ :صَدَقْتَ .قَالَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ :يَا بُنَيَّ كَانَتْ دَعْوَةُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَحْشٍ خَيْرًا مِنْ دَعْوَتِي

اے میرے اللہ! مجھے ایک ایسے آدمی سے مقابلہ کی توفیق دے جو سخت حملہ آور ہو اور سخت جنگجو بھی۔ میں تیرے لیے اس سے لڑوں اور وہ مجھ سے لڑے پھر وہ مجھے پکڑے میری ناک بھی کاٹ دے میرے کان بھی کاٹ دے، جب میں کل روز قیامت تجھ سے ملوں تو پوچھے کہ کس لیے تیری ناک اور کان کاٹے گئے تھے؟ میں عرض کروں کہ تیرے اور تیرے رسول کے لیے میرے ناک اور کان کاٹے گئے۔ تو کہے کہ ہاں! تو سچ کہتا ہے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے آمین کہی۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے سے کہتے تھے کہ عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی دعا میری دعا سے بہتر رہی۔ میں نے اسی دن کے آخر میں ان کو دیکھا کہ ان کی ناک اور کان کٹے ہوئے ایک دھاگے میں لٹکے ہوئے تھے۔ مستدرك حاكم (٢/ ٧٦، ٧٧) وحلية اولياء (١/ ١٠٩) صحيح

اے اللہ! ہم سب کو ایمان والی زندگی اور شہادت والی موت نصیب فرما۔ آمین

فقہ وفتاویٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

أحکام ومسائل

الشیخ عبداللطیف حفظہ اللہ (شیخ الحدیث
جامعہ محمدیہ بہاولپور)

سوال: کورٹ میرج کے ذریعے کیا گیا نکاح شرعاً کیسا ہے اور اس کے نتیجے سے پیدا ہونے والی اولاد کا کیا حکم ہے۔؟

الجواب بعون الوھاب

الحمدللہ والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ امّا بعد!

شریعت اسلامیہ ایک مکمل، جامع اور آفاقی شریعت ہے اور دین اسلام نے ہر فرد کے جذبات کا خیال رکھتے ہوئے ان کی قدر کی ہے اور امت کے ہر شخص کے تمام حقوق کو مکمل تحفظ بخشا ہے۔ مثلاً والدین اور اولیاء کا خیال رکھتے ہوئے لڑکی کو اس کے اولیاء کی اجازت اور خوشی کے بغیر نکاح کرنے کی اجازت نہیں دی اور نہ ہی اولیاء کو زیادتی کا حق دیا ہے کہ وہ لڑکی پر زبردستی کریں اسی لیے اولیاء کو لڑکی کی خوشی ورضا کا پابند ٹھہراتے ہوئے اسکی اجازت کا پابند ٹھہرایا ہے۔ مگر ہمارے معاشرے میں اغیار کی محنتوں کے عوض نسل نو بے راہ روی کا شکار ہو کر فحاشی و عریانی میں مبتلا ہو چکی ہے۔ موبائل انٹرنیٹ اور دیگر گندے ذرائع کے ذریعے لڑکوں لڑکیوں کی آپس میں بات چیت اور ملاقات نہایت آسان بنا دی ہے نتیجتاً لڑکیاں اپنے گھروں سے بھاگ کر دارالامان، عدالت یا پولیس اسٹیشن میں پناہ لیکر اہل خانہ کو رسوا کرتی ہیں اور ہمارے ادارے ان کے غلط جذبات کی تکمیل کیلئے راہ ہموار کر رہے ہیں۔ اسی لیے نکاح میں لڑکی کے اولیاء کی اجازت شرط قرار دے دی گئی ہے اور کورٹ میرج یا لو میرج جو ولی کی اجازت کے بغیر ہے شرعاً نکاح شمار ہوتا بھی نہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَا تُنۡكِحُوا لۡمُشۡرِكِيۡنَ حَتّٰى يُؤۡمِنُوۡا﴾ اور (اپنی عورتیں) ''مشرک مردوں کے نکاح میں نہ دو جب تک وہ مومن نہ ہو جائیں۔'' [البقرۃ:۲۲۱]

اس آیت میں ولی کو مشرک مرد سے نکاح کرنے سے روکا ہے کیونکہ نکاح کی ولایت اس کے ہاتھ میں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ﴿الَّذِیْ بِیَدِہٖ عُقْدَۃُ النِّکَاحِ﴾[البقرۃ:۲۳۷] میں ذکر کیا ہے۔

امام قرطبی رحمہ اللہ نے ولا تنکحوا المشرکین حتیٰ یؤمنوا کی تفسیر میں فرمایا: فی ھذہ الآیۃ دلیل بالنص علی ان لا نکاح الا بولی ''اس آیت میں نص کے ذریعے دلیل ہے کہ ولی کے بغیر نکاح نہیں ہے۔ (تفسیر قرطبی (۴۹/۳)

اسلام سے پہلے جاہلیت کے تمام نکاح باطل قرار دے دیئے گئے سوائے اس نکاح کے جس میں ولی کی اجازت اور خدمات حاصل کی جاتی تھیں۔ صحیح بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا فرمان ہے۔ زمانہ جاہلیت میں کئی ایک نکاح مروج تھے ((فلما بُعث محمد صلی اللہ علیہ وسلم بالحق ھدم نکاح الجاھلیۃ کلھا الا نکاح الناس الیوم)) جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم حق کے ساتھ مبعوث کر دیے گئے تو موجودہ نکاح کے علاوہ جاہلیت کے تمام نکاح منہدم کر دیئے گئے۔ اور جو موجود مروجہ نکاح تھا اس کے بارے میں فرماتی ہیں۔ فنکاح منھا نکاح الناس الیوم یخطب الرجل الی الرجل ولیتہ او ابنتہ فیصدقھا ثم ینکحھا۔ (بخاری کتاب النکاح(۵۱۲۷))

''ان نکاحوں میں سے ایک نکاح وہ ہے جو آجکل ہے کہ ایک دوسرے آدمی کی طرف اسکی زیرولایت لڑکی یا اسکی بیٹی کیلئے منگنی کا پیغام بھیجتا' اسے حق مہر دیتا' پھر وہ اس سے نکاح کرتا۔''

ولی کے بغیر نکاح نہیں ہوتا اس کے درج ذیل دلائل ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((لَا نِکَاحَ اِلَّا بِوَلِیٍّ)) (ابو داؤد(۲۰۸۵)

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایما امرأۃ نکحت بغیر اذن موالیھا فنکاح باطل ثلاث مرات '' (ابو داؤد(۲۰۸۳) ''جس عورت نے اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کیا تو اسکا نکاح باطل ہے' اسکا نکاح باطل ہے' اسکا نکاح باطل ہے۔''

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لا تزوج المرأۃ المراۃ ولا تزوج المرأہ نفسھا فا ن الزانیۃ ھی التی تزوج نفسھا)) ''کوئی عورت دوسری عورت کی شادی نہ کرے اور نہ ہی عورت اپنی شادی خود کرے جو

عورت اپنی شادی خود کرے وہ بدکار ہے۔“

(ابن ماجه(١٨١٢)وبيهقی(١١٠/٧)ودار قطنی(٢٢٧/٣)

ان تمام دلائل سے یہ بات عیاں ہوگئی کہ ولی کو نکاح کا سرپرست مقرر کیا گیا ہے اور کوئی عورت خواہ وہ کنواری ہے، بیوہ یا مطلقہ ہے اسکو ولی کے بغیر نکاح کی اجازت نہیں اور ولی کے بغیر کیا گیا نکاح سرے سے نکاح ہے ہی نہیں، ایسا نکاح کرنے والے خواتین و حضرات ساری عمر زنا و بدکاری کا ارتکاب کرتے رہتے ہیں اور جب یہ نکاح نہیں تو شرعاً اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والی اولاد بھی ولدِ زنا کہلائے گی۔ اس سلسلے میں حافظ صلاح الدین حفظہ اللہ کی کتاب ”مفرور لڑکیوں کا نکاح اور ہماری عدالتیں“ ضرور پڑھنی چاہیے۔

سوال: نماز کے لیے تکبیر کہتے ہوئے رفع الیدین کرنا چاہئے یا یہ دونوں عمل آگے پیچھے ہو سکتے ہیں؟

الجواب بعون الوهاب

اس سلسلے میں احادیث میں رسول اللہ ﷺ سے تینوں طرح کا عمل ملتا ہے۔ ۱۔ بیک وقت اللہ اکبر کہنا اور رفع الیدین کرنا۔ ۲۔ پہلے اللہ اکبر کہنا اور پھر رفع الیدین کرنا۔ ۳۔ پہلے رفع الیدین کرنا پھر اللہ اکبر کہنا۔ تینوں صورتوں میں سے کوئی بھی صورت اپنالی جائے تو سنت ہے۔ دلائل درج ذیل ہیں۔

۱۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ((رأیتُ رسول اللّٰه ﷺ افتتح التكبير فی الصلاة فرفع يديه حين يكبر)) میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نماز میں تکبیر کا آغاز کرتے تو رفع الیدین اس وقت کرتے جب اللہ اکبر کہتے۔“ (بخاری: ٧٣٨)

۲۔ مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی نماز بیان کرتے ہوئے فرمایا: ((اذا صلّی كبّر ثم رفع يديه)) جب نماز پڑھتے اللہ اکبر کہتے پھر رفع الیدین کرتے۔“ (صحيح مسلم: ٨٦٢)

۳۔ صحیح مسلم کی ایک حدیث ہے۔

((كان رسول اللّٰه ﷺ اذا قام الصلاة رفع يديه حتىٰ تكون حذو منكبيه ثم كبر)) (مسلم: ٨٦١) ”رسول اللہ ﷺ جب نماز کیلئے کھڑے ہوتے تو دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے یہاں تک کہ وہ کندھوں کے برابر ہوتے پھر اللہ اکبر کہتے۔“

فہم قرآن

ساتویں قسط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

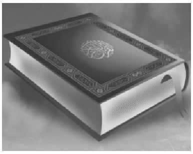

آیئے قرآن سمجھیں

(سوالاً جواباً)

محمد عظیم حاصل پوری

سوال: ”اللہ ان کے ساتھ استہزاء کرتا ہے“ سے کیا مراد ہے۔؟

جواب: ”اللہ تعالیٰ بھی ان سے مذاق کرتا ہے“ کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ وہ جس طرح مسلمانوں کے ساتھ استہزا واستخفاف کا معاملہ کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ بھی ان سے ایسا ہی معاملہ کرتے ہوئے انہیں ذلت وادبار میں مبتلا کرتا ہے۔ اسکو استہزا سے تعبیر کرنا، زبان کا اسلوب ہے، ورنہ حقیقتاً یہ استہزا کی سزا نہیں ہے، انکے فعل استہزا کی سزا ہے جیسے ﴿وَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا﴾ (الشوریٰ) ”برائی کا بدلہ، اسی کی مثل برائی ہے“ میں برائی کے بدلے کو برائی کہا گیا ہے حالانکہ وہ برائی نہیں ہے ایک جائز فعل ہے۔ اسی طرح ﴿يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ﴾ ﴿وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ﴾ وغیرہ آیات میں ہے۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ قیامت والے دن اللہ تعالیٰ بھی ان سے استہزا فرمائے گا۔ جیسا کہ سورہ حدید کی آیت ﴿يَوْمَ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ﴾ الآیۃ میں وضاحت ہے۔

سوال: ﴿كَمَثَلِ الَّذِى اسْتَوْقَدَ نَارًا﴾ کا مفہوم بیان کریں۔؟

جواب: جو منافق گمراہی کو ہدایت کے بدلے اور اندھے پن کو بینائی کے بدلے مول لیتے ہیں ان کی مثال اس شخص جیسی ہے جس نے اندھیرے میں آگ جلائی اس کے دائیں بائیں کی چیزیں اسے نظر آنے لگیں، اس کی پریشانی دور ہوگئی اور فائدے کی امید بندھی کہ دفعتہً آگ بجھ گئی اور سخت اندھیرا چھا گیا نہ تو نگاہ کام کر سکے، نہ راستہ معلوم ہو سکے اور باوجود اس کے وہ شخص خود بہرا ہو۔ کسی کی بات کو نہ سن سکتا ہو۔ گونگا ہو کسی سے دریافت نہ کر سکتا ہو، اندھا ہو جو روشنی سے کام نہ چلا سکتا ہو۔ اب بھلا یہ راہ کیسے پا سکے گا؟ ٹھیک اسی طرح یہ منافق بھی ہیں کہ ہدایت چھوڑ کر راہ گم کر بیٹھے اور بھلائی چھوڑ کر برائی کو چاہنے لگے۔ اس مثال سے پتہ چلتا ہے کہ ان لوگوں نے ایمان قبول کر کے کفر کیا تھا۔ جیسے قرآن

کریم میں کئی جگہ یہ صراحت موجود ہے۔ تفسیر ابن کثیر (۱/ ۱۰۸)

سوال: ''منافق کی بارش کی سی مثال ہے'' اس مثال کی وضاحت کریں۔؟

جواب: یہ مثال منافقوں کے لیے بیان کی گئی ہے۔ یہ وہ قوم ہے جن پر کبھی حق ظاہر ہو جاتا ہے اور کبھی پھر شک میں پڑ جاتے ہیں تو شک کے وقت ان کی مثال برسات کی سی ہے۔ ((صَيِّبٌ)) کے معنی مینہ اور بارش کے ہیں۔ بعض نے بادل کے معنی بھی بیان کیے ہیں لیکن زیادہ مشہور معنی بارش کے ہی ہیں جو اندھیرے میں برسے۔ ظلمات سے مراد شک' کفر و نفاق ہے اور رعد سے مراد یعنی گرج ہے جو اپنی خوفناک آواز سے دل دہلا دیتی ہے۔ یہی حال منافق کا ہے کہ اسے ہر وقت ڈر خوف گھبراہٹ اور پریشانی ہی رہتی ہے۔ جیسا کہ سورۂ منافقون میں فرمایا:

﴿يَحۡسَبُونَ كُلَّ صَيۡحَةٍ عَلَيۡهِمۡ﴾ [سورة المنافقرون: ٤]

''ہر آواز کو اپنے اوپر ہی سمجھتے ہیں۔'' ایک اور جگہ میں ارشاد ہے کہ:

''یہ منافقین اللہ کی قسمیں کھا کھا کر کہتے ہیں کہ وہ تم میں سے ہیں دراصل وہ ڈرپوک لوگ ہیں اگر وہ کوئی جائے پناہ یا راستہ پالیں تو یقیناً اس میں سمٹ کر گھس جائیں۔''

سورة التوبة (٩/٥٦.٥٧)

بجلی کی مثال سے مراد وہ نور ایمان ہے جو ان کے دلوں میں کسی وقت چمک اٹھتا ہے' اس وقت وہ اپنی انگلیاں موت کے ڈر سے کانوں میں ڈال لیتے ہیں لیکن ایسا کرنا انہیں کوئی نفع نہ دے گا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کی ارادے کے ماتحت ہیں' یہ بچ نہیں سکتے۔ جیسا کہ سورۂ بروج میں فرمایا:

﴿هَلۡ اَتٰكَ حَدِيۡثُ الۡجُنُوۡدِ، فِرۡعَوۡنَ وَثَمُوۡدَ، بَلِ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا فِىۡ تَكۡذِيۡبٍ وَاللّٰهُ مِنۡ وَّرَآئِهِمۡ مُّحِيۡطٌ﴾ [سورة البروج: ١٧-٢٠]

''کیا تمہیں لشکر کی۔ فرعون اور ثمود کی روایتیں نہیں پہنچیں بے شک پہنچی تو ہیں لیکن یہ کافر پھر بھی تکذیب ہی کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ انہیں ان کے پیچھے سے گھیر رہا ہے۔''

بجلی کا آنکھوں کو اچک لینا' اس کی قوت اور سختی کا اظہار ہے اور منافقین کی بینائی کی کمزوری اور ضعف ایمان ہے۔

رد بدعات

شب برأت کی حقیقت

تحریر..... محمد عظیم حاصل پوری

ماہ شعبان کی فضیلت میں بہت سی باتیں معروف ہیں اصل میں جن کی کچھ حقیقت نہیں سوائے اسکے کہ رسول اللہ ﷺ اس میں کثرت سے روزے رکھتے تھے اور دوسروں کو اسکی تلقین فرماتے تھے اور وہ بھی استقبال رمضان کیلئے نہیں۔

ماہ شعبان کی پندرہ تاریخ کو کچھ واعظین اور صوفی حضرات بہت اہمیت دیتے ہیں اور اسکی فضیلت میں بہت سی من گھڑت باتیں بیان کرتے ہیں۔ مثلاً کہ اللہ کے عرش کے نیچے ایک درخت ہے جس کے ہر پتے پر ہر انسان کا نام لکھا ہوا ہے۔ پندرہ شعبان سے لیکر ایک سال تک جنہوں نے مرنا ہوتا ہے ان کے پتے جھڑ جاتے ہیں اور جنہوں نے پیدا ہونا ہوتا ہے ان کے پتے اگ آتے ہیں۔ پھر اس دن اور رات کو خصوصی نماز وظائف اور کئی بدعات کرتے اور اسکی ترویج میں ہمہ تن مصروف رہتے ہیں۔ حالانکہ ان کا سرے سے کوئی وجود ہی نہیں اور نہ ہی ان کا اسلام سے کچھ تعلق ہے۔

شب برأت کا معنی و مفہوم...... عرف عام میں پندرہ شعبان کی رات کو ”شب برأت“ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ ”شب براءت“ فارسی اور عربی یا اردو کے دو لفظوں کا مجموعہ ہے۔

① شب فارسی میں رات کو کہتے ہے اور برأت (مہموز) عربی کا لفظ ہے جس کے معنی، بری ہونے اور نجات پانے کے ہیں۔ اس اعتبار سے اسکا معنی ہوا ”بیزاری والی رات“

② اگر لفظ برات (غیر مہموز) ہو تو یہ سنسکرت سے ماخوذ ہے اور یہ فارسی اور اردو میں الگ الگ معنی دے گا۔ اردو میں اس (برات) سے مراد وہ جلوس جو دولہا اپنے ساتھ شادی کیلئے لے کر جاتا ہے اور فارسی میں برات (غیر مہموز) یعنی حصہ، نقد اور تقدیر وغیرہ ہے۔ اس نام ”شب برأت“ کے خالص عربی نہ ہونے سے ہی اسکے بناوٹی ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔ اگر دین میں اسکی کوئی اہمیت ہوتی تو اسکا نام لیلۃ البرأۃ ہوتا جبکہ دین حنیف میں اسکا کسی صحیح حدیث سے ثبوت نہیں ملتا۔

بعض کا خیال ہے کہ یہ نام شیعہ نے رکھا ہے وہ اس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے تبرّا کرتے ہیں اس لیے اسے ''شب برأت'' کہتے ہیں یعنی ''تبرّا کی رات'' (بیزاری کی رات) اور مسلمانوں کو دھوکہ دینے کیلئے ''تبرّا'' کی جگہ اسی کا ہم معنی لفظ ''برأت'' لگا کر مسلمانوں میں اسے عام کر دیا۔

بعض لوگ سورہ دخان کی ابتدائی آیت سے استدلال کرتے ہیں کہ اس میں جو لیلۃ مبارکہ کا تذکرہ ہوا ہے وہ نصف شعبان کی رات ہے مگر یہ قیاس آرائی محض باطل پر مبنی ہے اس جگہ لیلہ مبارکہ سے مراد لیلۃ القدر ہی ہے کیونکہ قرآن مجید لیلۃ القدر میں نازل کیا گیا ہے۔ [جامع البیان رقم(٢٤٠٩)]

اس ضمن میں جو روایات بیان کی جاتی ہیں ان میں سے کوئی ایک بھی پایہ ثبوت کو نہیں پہنچتی۔ سب کی سب ضعیف، موضوع اور من گھڑت ہیں۔ چند روایات کی تخریج و تحقیق پیش خدمت ہے۔

ا...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ:

> ''ایک رات میں نے رسول اللہ ﷺ کو (بستر سے) غائب پایا (میں نے تلاش کیا تو) آپ ﷺ بقیع الغرقد میں تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہیں یہ خطرہ محسوس ہوا کہ اللہ اور اس کا رسول تم پر ظلم کریں گے..؟ میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! میرا یہ گمان تھا کہ آپ کسی دوسری اہلیہ کے ہاں چلے گئے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ پندرہ شعبان کی رات کو آسمانِ دنیا کی طرف نزول فرماتے ہیں اور بنوکلب کی بکریوں کے بالوں کی مقدار سے بھی زیادہ افراد کو بخش دیتے ہیں''

تخریج و تحقیق...... ① ترمذی ،الصوم، باب ما جاء فی لیلة نصف الشعبان(٧٣٩) ② امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے امام بخاری رحمہ اللہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ یہ حدیث ضعیف ہے، اسے یحییٰ (ابن ابی کثیر) نے عروہ سے نہیں سنا۔ اور نہ حجاج بن أرطاۃ نے یحییٰ سے سنا ہے، نیز یہ دونوں راوی عندالمحدثین مدلس ہیں۔ الجرح والتعدیل (٣/٢٧٣) و تاریخ بغداد(٨/٢٢٥) ③ معلوم ہوا کہ یہ روایت سنداً ضعیف ہے البتہ اس روایت کے تین شواہد موجود ہیں جبکہ وہ تمام بھی ضعیف، منکر اور مردود ہیں۔ العلل المتناهية(٢/٦٧، ٦٩)

آپ ﷺ کا بقیع قبرستان جانے کے سلسلہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے صحیح روایت بھی مروی ہے لیکن اس میں پندرہ شعبان کا تذکرہ نہیں ہے۔ ملاحظہ ہو۔ [مسلم، الجنائز (٢٢٥٦) والنسائی (٢٠٣٦)]

۲ ...... حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

> ''بلا شبہ اللہ تعالیٰ پندرہ شعبان کی رات (اہل اَرض) کی طرف نظرِ رحمت فرماتے ہیں مشرک اور (بلا وجہ مسلمان سے) دشمنی رکھنے والے کے علاوہ تمام مخلوق کو بخش دیتے ہیں''

تخریج وتحقیق ...... ① ابن ماجه، اقامة الصلوات، باب ما جاء فی لیلة نصف الشعبان (۱۳۹۰) و المعجم الکبیر للطبرانی (۲۰/۱۰۹) ② اس روایت کی سند میں عبداللہ بن لہیعہ راوی ضعیف ہے۔ الجرح والتعدیل (۵/۶۸۲) ومیزان الا عتدال (۲/۴۷۵) والتقریب (۱/۴۴٤) اور اس سند میں عبدالرحمٰن بن عرزب راوی مجهول ہے۔ التقریب (۳۹۵۰) اس سند میں زبیر بن سلیم بھی مجهول ہے۔ التقریب (۱۹۹٦) علاوہ ازیں ولید بن مسلم، مدلس اور ضحاک بن اَیمن مجہول ہے۔ التقریب (۲۹٦۵)

۳ ...... حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

> ''جب پندرہ شعبان کی رات ہو تو اس رات کا قیام کرو اور اس دن کا روزہ رکھو۔ بلا شبہ اللہ تعالیٰ اس رات غروب آفتاب کے بعد آسمانِ دنیا پر نزول فرماتے ہیں اور اعلان فرماتے ہیں، خبردار! کون مجھ سے بخشش طلب کرنے والا ہے.؟ میں اسے بخش دوں' کون رزق طلب کرنے والا ہے.؟ میں اسے رزق دے دوں' کون آزمائش و مصیبت میں مبتلا ہے.؟ میں اسے عافیت دے دوں' خبردار! فلاں فلاں کون ہے.؟ حتی کہ فجر طلوع ہو جاتی ہے''۔

تخریج وتحقیق ...... ① ابن ماجه، اقامة الصلوات، باب ما جاء فی لیلة نصف الشعبان (۱۳۸۸) وضعیف الجامع الصغیر (٦۵۳) والموضوعات لابن (۲/۱۲۷) اس روایت میں ابوبکر بن ابی سبرہ راوی کذاب ہے۔ تقریب التهذیب (۷۹۷۳) امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور ابن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ وضاع تھا۔ ابن ماجه (۱۳۸۸) مزید دیکھیں میزان الاعتدال (٤/۵۰۳) و العلل و معرفة الرجال (۱/۱۷۸) و تاریخ بغداد (٤/۳۷۱) ③ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس روایت کو سخت ضعیف اور موضوع قرار دیا ہے۔ ضعیف ابن ماجه، اقامة الصلوات، باب ما جاء فی لیلة نصف الشعبان

۴ ...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم جانتی ہو یہ (یعنی نصف (۱۵) شعبان کی رات) کون سی رات ہے.؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا' اے اللہ کے رسول

ﷺ! اس میں کیا ہوتا ہے.؟ آپ ﷺ نے فرمایا' اس رات میں بنی آدم کے اس سال پیدا ہونے والے بچوں کے بارے میں لکھا جاتا ہے' اس میں بنی آدم کے اس سال ہر فوت ہونے والے انسان کے متعلق لکھا جاتا ہے' اس میں ان کے اعمال (اللہ کی طرف) اٹھائے جاتے ہیں اور اس میں ان کا رزق نازل کیا جاتا ہے۔''

تخریج وتحقیق......① مشکوٰۃ للالبانی (١/٤٠٩) وھدایة الرواۃ (٢/٧٠)(١٢٥٧) والجامع لأحکام القرآن لامام القرطبی (١٦/١٢٧) ② شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ غالب گمان ہے کہ یہ روایت ضعیف ہے۔ علاوہ ازیں أبو حارث رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کی سند ضعیف ہے، اس سند میں نضر بن کثیر عبدی راوی ضعیف ہے۔ ھدایة الرواۃ (٢/٧٠)(١٢٥٧)

۵...... رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے نصف شعبان کی رات سو (۱۰۰) رکعت نماز پڑھی.... اللہ تعالیٰ اس کی ہر حاجت پوری کر دیں گے''

تخریج وتحقیق ...... ① الفوائد المجموعة (ص/٥١) یہ حدیث موضوع (من گھڑت) ہے۔ ② ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ شرح مشکوٰۃ المرقاۃ میں فرماتے ہیں کہ: ''نصف شعبان کی رات ((شب برأت)) کو سو رکعت یا ہزار رکعت نماز کسی بھی صحیح حدیث سے ثابت نہیں'' [المرقاۃ (٣/٣٨٨)]

③ نصف شعبان کی رات (شب برأت) کو بعض لوگ ''صلاۃ البرأۃ یا صلاۃ الألفیة'' ادا کرتے ہیں جس میں سو رکعات میں سے ہر رکعت میں دس بار قل ھو اللہ یعنی سورہ اخلاص پڑھی جاتی ہے اور اسکا ثبوت کسی صحیح حدیث میں موجود نہیں ہے۔ [تحفة الأحوذی (٢/٥٣)]

④ ابن دحیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ''نماز برأت کے بارے میں جتنی بھی روایات ہیں سب موضوعہ ہیں اور ان میں سے ایک مقطوع ہے جو شخص ایسی روایات پر عمل کرتا ہے جس کا جھوٹ ہونا ثابت ہو جائے وہ شیطان کے خادموں میں سے ہے'' [تذکرۃ الموضوعات (ص/٤٥)]

⑤ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: پندرہ شعبان کی رات میں خاص نماز والی روایات میں سے کچھ ثابت نہیں۔ [المنار المنیف (ص/٩٨)]

٦ ......حضرت مغیرۃ بن اخنس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

> ”اس رات شعبان سے شعبان تک لوگوں کی عمریں لکھی جاتی ہیں یہاں تک کہ ایک آدمی نکاح کرے گا اور اس کے ہاں بچہ پیدا ہوگا اور اس کا نام مردوں میں لکھا جا چکا ہے“

تخریج وتحقیق...... ①[البیھقی فی شعب الایمان(٣٨٣٩)وکنز العمال(١٥/٦٩٤)(٤٢٧٨٠) وجامع البیان رقم(٢٤٠٠٩)] ② یہ روایت مرسل ہے اسے قرآنی نصوص کے مقابلہ میں پیش نہیں کیا جا سکتا۔
[تفسیر ابن کثیر(٤/١٣٧)]

٧...... حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پس جو شخص پندرہ شعبان کا روزہ رکھے گا تو وہ گذشتہ ساٹھ سال اور آئندہ ساٹھ سال کے روزوں کی طرح [اجر وثواب] ہوگا“

تخریج وتحقیق ...... ① [تحفة الأحوذی(٣/٥٠٥) الموضوعات لابن جوزی] ② امام ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ((مَوْضُوْعٌ، وَاِسْنَادُہٗ مُظْلِمٌ)) ”یہ حدیث موضوع ہے اور اس کی سند سیاہ تاریک ہے“

فائدہ: نصف شعبان کی رات (شب برأت) کا روزہ کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں البتہ ماہ شعبان میں نبی کریم ﷺ کثرت سے روزے رکھا کرتے تھے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ:

> ”رسول اللہ ﷺ نفلی روزے رکھتے تھے تو ہم آپس میں کہتے کہ اب آپ ﷺ روزہ رکھنا چھوڑیں گے ہی نہیں، اور جب روزہ چھوڑ دیتے تو ہم کہتے کہ اب آپ ﷺ روزہ رکھیں گے ہی نہیں۔ میں نے رمضان کو چھوڑ کر رسول اللہ ﷺ کو کبھی پورے مہینے کا نفلی روزہ رکھتے نہیں دیکھا اور میں نے آپ ﷺ کو نہیں دیکھا کہ کسی مہینے میں آپ ﷺ نے شعبان سے زیادہ روزے رکھے ہوں“

[بخاری، الصیام(١٩٦٩) نیز جس روایت میں ہے ”رمضان کے بعد سب سے افضل روزے شعبان کے ہیں“ وہ ضعیف ہے۔[ضعیف ترمذی،(١٠٤)وارو‌ا الغلیل (٨٨٩)وترمذی(٦٦٣)] نیز جس شخص کی پہلے سے روزے رکھنے کی عادت نہیں ہے وہ نصف شعبان کے بعد روزے نہ رکھے۔

شب برأت، حلوہ اور چراغاں

① عوام الناس میں یہ بات معروف کر دی گی ہے کہ شعبان کی پندرہ تاریخ کو حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تھے اور اسی رات نبی کریم ﷺ کے (غزوہ احد میں) دندان مبارک شہید ہوئے

تھے تو آپ ﷺ نے حلوہ تناول فرمایا تھا اس لیے تمام لوگ اس رات خصوصی حلوے کا اہتمام کریں۔

[کتاب ماثبت فی السنة (ص/٢١٤) از شیخ عبد الحق محدث دھلوی رحمہ اللہ]

فائدہ: یہ بات بالاتفاق مسلّم ہے کہ غزوہ احد ٦ شوال ٣ھ بمطابق ٢٦ جنوری ٦٢٥ء کو ہوا

[تاریخ اسلام (١/ ٦١) وابن سعد (٢/ ٢٥)]

② علامہ عبدالحی حنفی لکھنوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

”رجب اور شعبان میں ہونے والے سبھی کام (نماز، حلوہ، آتشبازی وغیرہ) بدعات میں سے ہیں“

[آثار مرفوعہ (ص/ ١٠٨، ١٠٩) وفتاوی عبد الحی حنفی (ص/ ١١٠/ مترجم)]

شب برأت اور آتش بازی' میرا مذہب نہیں...... شعبان کی پندرہ تاریخ بعض لوگ آتشبازی، چراغاں اور پہاڑیاں بنا کر بتیاں روشن کرتے ہیں اور اس کو دین، ثواب سمجھتے ہیں جبکہ اس کا دین اسلام سے دور کا بھی کوئی تعلق نہیں۔ یہ سب سے پہلے اہل مصر اور شام کے آتش پرستوں نے کام شروع کیا۔ صاحب تحفۃ الأحوذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ”اصل میں یہ رسم بد برامکہ اور ہنود کی ہے جو آتش پرست تھے۔ اسلام لانے کے بعد یہ لوگ اپنی رسوم جاہلیت پر قائم رہے ان کی دیکھا دیکھی دوسرے مسلمان بھی اس رسم بد میں ملوث ہو گے۔

اصل میں آتش کدوں کی آگ روشن کرنے والوں کو ”برمک“ کے نام سے یاد کیا جاتا تھا مجوسیوں کے ہاں ان کا سب سے بڑا مذہبی عہدہ یہی تھا۔ نصف صدی کے بعد وزارت کے عہدے پر خالد برمکی فائز ہوا۔ ١٦٣ھ میں خالد برمکی کا انتقال ہو گیا تو خلیفہ ہارون الرشید نے خالد کے بیٹے یحییٰ برمکی کو وزارت کے عہدے پر بیٹھا دیا۔ چونکہ یہ سابقہ آتش پرست تھے اور اب اسلام کا لبادہ اوڑھے ہوئے تھے لیکن دل میں آگ کی محبت مکمل موجود تھی جس کے ظہور کے لیے اس یحییٰ برمکی نے سب سے پہلے شعبان کی پندرہ تاریخ کو مساجد اور گھروں میں چراغاں کرنے کی رسم کو شروع کیا' اور اس کی نسبت اسلام کی طرف کر دی حالانکہ اس کا اسلام سے دور کا بھی تعلق نہیں۔

[تحفة الأحوذی (٣/ ٥٠٥)] [طبع دار الضیاء، الکویت]

غور کیجئے! جب اسلام اہم ترین فریضہ نماز کے لیے بطور اطلاع بھی آگ کو روشن کرنا پسند نہیں کرتا تو بناوٹی خوشیوں کے موقعوں پر اس کی اجازت کیسے دے سکتا ہے۔ شب برأت کو چراغاں کرنا، قندیلیں روشن کرنا اور اسے کار ثواب تصور کرنا سراسر گمراہی اور بدعت ہے۔ علاوہ ازیں یہ ایک فضول خرچی اور اسراف ہے جو اسلام کے ہاں ناپسندیدہ ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''اور فضول خرچی مت کرو یقیناً اسراف کرنے والے شیاطین کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا ناشکرا ہے''

[سورة اسراء(١٧ / ٢٧)]

روحوں کی آمد...... دور حاضر میں دین سے دور ایک طبقے کا خیال ہے کہ ہر جمعرات اور شب برأت کو روحوں کی آمد ہوتی ہے حالانکہ مردے برزخی زندگی سے وابستہ ہیں، ان کا عالم دنیا سے کوئی تعلق نہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمِن وَرَائِهِم بَرْزَخٌ إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُونَ﴾ ''ان (مردوں) کے پیچھے ایک پردہ ہے جو قیامت تک رہے گا'' [المومنون: ١٠٠] سورة القدر میں ﴿تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِم مِّن كُلِّ أَمْرٍ﴾ سے بعض لوگ روحوں کا اترنا مراد لیتے ہیں، حالانکہ اس ''روح'' سے مراد جبرائیل علیہ السلام ہیں جیسا کہ قرآن مجید میں کئی ایک مقامات پر اس کی صراحت موجود ہے۔ ﴿قُلْ نَزَّلَهُ رُوحُ الْقُدُسِ مِن رَّبِّكَ بِالْحَقِّ﴾ [النحل: ١٠٢] ''کہہ دیجئے (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم)! اس کو جبرائیل نے تیرے رب کی طرف سے حق کے ساتھ نازل کیا ہے'' اگر کوئی اس سے روحوں کی آمد کا دعوی کرتا ہے تو وہ تحریف قرآن کا مرتکب ہو چکا ہے۔ اسے جلد توبہ کر لینی چاہیے اس سے پہلے کہ توبہ کا دروازہ بند ہو جائے۔

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

> ''اس رات خاص طور سے فقراء کے لیے انواع واقسام کے کھانے تقسیم کرنا، اس بارے میں کوئی حدیث مروی نہیں نہ مرفوع نہ موقوف نہ صحیح اور نہ ضعیف اور یہ اعتقاد رکھنا کہ اس رات مردوں کی روحیں حاضر ہوتی ہیں اور ان کی تکریم کے لیے گھروں کو صاف کرنا اور دیواروں (اور قبروں) کی لیپائی کرنا اور ضرورت سے زیادہ چراغوں اور قندیلوں کو روشن کرنا تمام بدعات، گمراہی کے کاموں میں سے ہے'' [مرقاة شرح مشکوٰة(٢ / ٢٣٨.٢٣٩)]

ابو بکر العربی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

> ”نصف شعبان کی رات اور اس کی فضیلت کے بارے میں کوئی حدیث بھی قابل اعتماد نہیں اور نہ ہی اس رات موت کے فیصلے کی منسوخی کے متعلق کوئی (صحیح) روایت ہے۔ لہذا آپ ان نا قابل اعتماد روایات کی طرف ذرہ بھی التفات نہ کریں“

[احکام القرآن لابن العربی (٤/١٦٩٠)]

خلاصہ کلام: ......ان تمام روایات کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ شعبان کی پندرہ تاریخ (شب براءت) کو قبرستان جانا، ساری رات مخصوص عبادت میں مشغول رہنا، چراغاں کرنا، قبروں اور گھروں کی خاص اس دن کے لیے لیپائی کرنا، آتش بازی کرنا اور روحوں کی آمد کا عقیدہ رکھنا سب باطل اور بے بنیاد ہے ان تمام چیزوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی اس سلسلے میں کوئی صریح صحیح حدیث موجود ہے۔ اس رات کی فضیلت کے سلسلے میں وارد ہونے والی تمام روایات ضعیف، موضوع اور من گھڑت ہیں۔ اس کے باوجود اگر کوئی ثواب کی نیت سے اس رات مذکورہ بالا افعال میں سے کچھ کرتا ہے تو وہ بدعت کا مرتکب ہے اور بدعتی کا دین میں کچھ حصہ نہیں: جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”(دین میں) ہر نیا ایجاد کردہ کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی دوزخ میں لے جانے والی ہوتی ہے“ [ابو داؤد (٤٦٠٧)] حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”جو یہاں (یعنی مدینہ میں) کوئی بدعت جاری کرے گا اس پر اللہ تعالیٰ فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے“ [بخاری، الاعتصام بالکتاب والسنۃ، باب اثم من آوی محدثا (٧٣٠٦)]

کچھ لوگ اپنی سمجھ کے مطابق ایک کام شروع کرتے ہیں اور پھر اسے بطور عبادت وثواب سمجھ کر اس کی ترویج شروع کر دیتے ہیں حالانکہ ثواب والا عمل وہی ہے جس کی رسول اللہ ﷺ نے تصدیق فرمائی ہو اللہ کے فرمان کا مفہوم ہے کہ کتنے ہی ایسے لوگ ہیں جو خسارے میں ہیں اور ان کے دنیوی زندگی کے تمام تر کام بے کار ہیں حالانکہ ان کا خیال ہے کہ وہ بہت اچھے کام کر رہے ہیں۔ [الکہف (١٠٣، ١٠٤)]

اللہ تعالیٰ ہم سب کو سنت کی پیروی اور بدعت سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ارتقاء

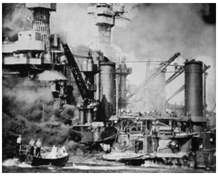

سائنس کی ترقی میں مسلمانوں کا کردار

تحریر...... محمد محسن حاصل پور

سائنس کی نت نئی ایجادات نے ہماری آج کی زندگی کو کس طرح سہل اور آسان بنا دیا ہے۔ اس کا اندازہ ہم میں سے ہر شخص کو ہے۔ اس لحاظ سے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ جن لوگوں نے بھی سائنسی ترقی اور ایجادات میں حصہ لیا ہے وہ انسانیت کے محسن ہیں خواہ ان کا تعلق کسی بھی قوم یا مذہب سے ہو چنانچہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس لحاظ سے غالب انسانیت کا سب سے پہلا محسن وہ شخص تھا جس نے پہیہ ایجاد کیا۔ اس کے بعد مختلف زمانوں اور قوموں کے مایہ ناز افراد نے سائنسی ترقی میں اپنا حصہ ڈالا ہے اور انسانیت کی خدمت کی ہے۔

آج کے دور کا المیہ یہ ہے کہ ماضی کے تقریباً تمام افراد کی خدمات اور ان کے کارناموں پر پردہ ڈال دیا گیا ہے اور ہمیں یقین دلایا جاتا ہے کہ تمام سائنسی ترقی اور ایجادات صرف مغربی اقوام کا کارنامہ ہے، یہ غلط تاثر آج تقریباً ہر تعلیم یافتہ انسان کے ذہن میں بیٹھا ہوا ہے۔ اس کی دو بنیادی وجوہات ہیں۔ اول یہ کہ یورپ میں جب علم کی روشنی پھیلنا شروع ہوئی تو وہاں کے لوگوں نے تمام علوم مسلمانوں سے حاصل کیے جن میں سائنسی علوم بھی شامل ہیں۔ لیکن اس دور کے یورپ کے سائنس دانوں نے مذہبی تعصب کی بنا پر اور خود کو ان علوم کا باوا آدم کہلوانے کے شوق میں اس حقیقت کا اعتراف نہیں کیا کہ یہ علم انہوں نے کہاں سے حاصل کیے ہیں۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اگرچہ بعد کے کچھ سائنس دانوں اور مفکرین نے مسلم سائنسدانوں کی خدمات کا اعتراف کیا، لیکن اس کی تشہیر نہیں کی گئی۔ اس کی وجہ بہت سادہ ہے۔ یہ تشہیر مغربی اقوام کی ذمہ داری نہیں تھی۔ یہ دراصل ہماری ذمہ داری تھی جسے ہم پورا نہ کرسکے۔

ناانصافی ہوگی اگر مسلمان سائنسدانوں کے ذکر سے پہلے اس حقیقت کا اعتراف نہ کیا جائے کہ سائنس کی ابتدائی کڑی یونانیوں نے فراہم کی تھی جن سے مسلمانوں نے یہ علم حاصل کیا اور

اسے ترقی دی۔ یونانیوں کی سائنسی علم نظریات اور تخیلات تک محدود تھا اور اس میں تجرباتی عنصر کی کمی تھی ان کا علم دراصل ایک ایسے تمدن کی عکاسی کرتا ہے جہاں ذہن زیادہ کام میں لایا جاتا ہے اور تجربہ کم۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ یونانی تمدن ایک ایسا تمدن تھا جہاں محنت مشقت کے کام غلاموں کے سپرد کر دیئے جاتے تھے۔ اور شرفاء کے لیے کوئی کام کرنا معیوب سمجھا جاتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے علم میں تجرباتی عنصر کی کمی تھی۔

اسلامی تمدن نے یونانی تمدن کے اس غلط تصور کو ختم کر کے یہ اصول دیا کہ ”محنت کی عظمت ہے“ اس کی سب سے زیادہ روشن مثال خود ہمارے پیارے نبی اکرم ﷺ تھے۔ جو غلاموں اور بے شمار جاں نثاروں کی موجودگی کے باوجود اپنا کام اپنے ہاتھ سے کرنے میں کبھی کوئی عار محسوس نہیں کرتے تھے۔ آپ ﷺ بکری کا دودھ خود دھو لیتے تھے۔ اپنے پھٹے ہوئے کپڑے خود سی لیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ پھٹے جوتے بھی اپنے ہاتھ سے گانٹھ لیا کرتے تھے۔ یہ ”محنت میں عظمت ہے“ کی ایسی زندہ مثال تھی کہ مسلمانوں نے اسے اپنے تمدن کا رہنما اصول بنالیا۔ اسلامی تمدن میں محنت ومشقت کرنے میں جب کوئی شرم نہ رہی تو اس کا اثر سائنسی علوم پر بھی پڑا اور مسلمانوں نے یونانیوں کے نظریاتی اور تخیلاتی طریقہ کار کو چھوڑ کر سائنسی اصولوں کو تجربہ کر کے پرکھنے اور قوانین قدرت کو سمجھنے کے لیے مشاہدہ اور تجربہ کے طریقہ کار کو اپنایا۔

اس تبدیلی کی سب سے اہم وجہ یہ ہے کہ قرآن حکیم نے علم کی اہمیت پر زور دینے کے ساتھ ساتھ مظاہر قدرت، علم النفس اور تاریخ انسانی کو حصول علم کا اہم ذریعہ قرار دیتے ہوئے مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ زمین وآسمان کی پیدائش پر اور ان میں پوشیدہ اصولوں پر غور کریں تاکہ وہ کائنات کے پوشیدہ رازوں کو پالیں۔ چنانچہ قرآن وسنت پر عمل کرنے کے نتیجے میں مسلمانوں نے سائنسی تحقیقات میں تجرباتی اصول کو رواج دیا۔ یہ مسلمان سائنسدانوں کا ایک ایسا کارنامہ ہے۔ جس نے سائنس کی دنیا میں انقلاب برپا کر دیا۔ کیونکہ اس اصول کے بغیر سائنس کی وہ تمام ایجادات ممکن نہیں تھیں جن سے آج انسانیت فائدہ اٹھا رہی ہے۔ اس لحاظ سے اگر دیکھا جائے تو پہیئے کی ایجاد کے بعد سب سے زیادہ انقلاب انگیز اور مفید ایجاد یہ تجرباتی اصول ہے۔ جس کے لیے انسانیت مسلمان سائنس دانوں

کی احسان مند ہے اور ہمیشہ رہے گی۔

راجر بیکن کو یورپ کا پہلا سائنس دان تسلیم کیا جاتا ہے۔ اس کے متعلق مغرب میں صدیوں تک یہ غلط تصور پرورش پاتا رہا کہ وہی تجرباتی اصول کا موجد ہے۔ حالانکہ وہ اندلس کی ایک یونیورسٹی کا طالب علم تھا۔ اور اس نے خود اعتراف کیا ہے کہ علم کے معاملے میں وہ مسلمانوں کا احسان مند ہے۔ اس کے باوجود تجرباتی اصول کی ایجاد کا سہرا اس ہی کے سر باندھا جاتا رہا۔ آخر کار بیسویں صدی کے ایک مغربی عالم رابرٹ بری فالٹ نے اس کھلی دھاندلی پر گرفت کی اور اپنی کتاب ‘‘تعمیر انسانیت’’ میں لکھا کہ راجر بیکن کو تجرباتی اصول کے موجد ہونے کا حق کہیں سے نہیں پہنچتا۔ اس نے صرف اسلامی سائنس اور اس کے طریقوں سے یورپ کو روشناس کروایا ہے۔ درحقیقت سائنس، جدید تہذیب کے لیے مسلمانوں کا سب سے بڑا تحفہ ہے۔ اور سائنس عربوں کی بہت احسان مند ہے انہوں نے ہی اسے پیدا کیا اور پروان چڑھایا۔

مغرب کی ذہنی بددیانتی کی داستان بہت طویل ہے اور ان لوگوں کو اپنی علمی دھاندلی میں جو بھی کامیابی حاصل ہوئی ہے اس کی ذمہ داری دراصل ہم مسلمانوں پر عائد ہوتی ہے۔ ہمارا بیشتر علمی سرمایہ عربی میں ہے اور ہم نے عربی زبان کو چھوڑ کر علمی تحقیق کا دروازہ اپنے اوپر خود اپنے ہاتھوں سے بند کر لیا۔

نتیجہ یہ ہوا کہ یورپ کی درسی کتابوں میں غلط یا صحیح جو کچھ بھی ہم نے پڑھا ہم اسے ہی حقیقت سمجھتے رہے۔ یہ بات ہمارے لئے باعث شرم ہے کہ علمی سطح پر ہم مغرب کی بددیانتی کا پردہ نہ چاک کر سکے اور یہ سعادت بھی مغرب کے ہی چند منصف المزاج علماء کے حصہ میں آئی ہے۔ انہوں نے جن غلطیوں کی نشاندہی کی ہے ان میں سے صرف چند کا تذکرہ ہی یہاں ممکن ہے۔ آج ہم یورپ کی لکھی ہوئی کتابوں میں پڑھتے ہیں کہ انسان بدن کے دوران خون کی تحقیق ‘‘ہاروے’’ نامی ایک انگریز کا کارنامہ ہے لیکن اب چند مغربی علماء ہی یہ بات تسلیم کرتے ہیں کہ ‘‘ابن نفیس’’ نے ہاروے سے تین سو سال پہلے دوران خون کا نظام دریافت کر لیا تھا۔ جو ایک مسلمان سائنس دان تھے۔

سیر وسوانح

حافظ عبداللہ بہاولپوری

رحمہ اللہ

تحریر...... حافظ عبدالرؤف بہاولپوری

حافظ عبداللہ بہاولپوری صاحب نے جب یہ مسجد تعمیر کی تھی اس وقت انہوں نے مسجد کے ساتھ پہلے چار کمرے بطور ہاسٹل بنوائے پھر ضرورت پڑنے پر مزید دس کمرے تعمیر کرائے اس طرح یہ چودہ کمروں پر مشتمل ایک وسیع ہاسٹل بنا جہاں پر یونیورسٹی اور کالجز کے طالبعلم رہتے تھے ان سے کرایہ نہیں لیا جاتا ہے۔ وہ طلباء اپنی عصری تعلیم کے ساتھ ساتھ حافظ صاحب سے دینی علوم بھی حاصل کرتے اس طرح بے شمار طلباء کو اللہ تعالیٰ نے دنیا کی غلاظتوں سے نکال کر راہ حق پر گامزن کیا۔ اصول یہ چلا آرہا ہے کہ جہاں حق کا اعلان کیا جائے گا وہاں باطل ضرور سر نکالے گا اور جہاں صحیح بات کی منادی کی جائے گی وہاں جھوٹ بھی اپنی ڈگڈگی بجانا شروع کردے گا۔ بہاولپور اور اس کے گرد ونواح میں ان کی تبلیغی مساعی اور حق گوئی کی وجہ سے بعض حضرات نے ان کے خلاف محاذ قائم کر لیا افسران بالا سے ان کی شکایات کیں اور وہاں سے ان کا تبادلہ مظفر گڑھ میں کروادیا، اور صرف تبادلے پر اکتفا نہیں کیا گیا تھا بلکہ ان کی بہاول پور میں داخلے کی پابندی لگوادی تھی یہ نہایت گھٹیا حرکت تھی، بہاولپور ان کا مسکن تھا وہاں ان کا ذاتی مکان تھا لیکن وہ اپنے شہر اور گھر میں داخل نہیں ہو سکتے تھے، لیکن ایک سال بعد اکتوبر ۱۹۶۴ء میں دوبارہ بہاولپور میں ان کا تبادلہ کردیا گیا۔

جس کے نتیجے میں بہاولپور میں ان کے تبلیغی کام میں مزید تیزی آگئی اب حافظ صاحب کے پاس دو سٹیج تھے ایک بہاولپور اور دوسرا مظفر گڑھ۔ حافظ صاحب نے مظفر گڑھ ایک سالہ قیام کے دوران وہاں بھی ایک مسجد اہلحدیث کی تعمیر کر لی تھی۔ ایک دفعہ ان کا تبادلہ بہاولنگر کر دیا گیا۔ لیکن وہ وہاں تھوڑا ہی عرصہ رہے اور پھر واپس آئے۔ مخالفین کی طرف سے حافظ صاحب کے سامنے اور بھی کئی قسم کی رکاوٹیں کھڑی کی جاتی تھیں لیکن حافظ صاحب ہر چیز کو خندہ پیشانی سے قبول کرتے اور اپنا دینی

اور تبلیغی کام کرتے جا رہے تھے۔ بہاولپور قیام کی ۳۴ سالہ زندگی کی سب سے بڑی مشکل جو صاحب پر ڈالی گئی وہ یہ تھی کہ ۲۸ اگست ۱۹۸۰ کو ضیاء الحق کے مارشل لاء میں بہاولپور کے ڈپٹی مارشل لاء ایڈمنسٹریڑ جس کا جنرل اقبال تھا اس نے حافظ صاحب کا تبادلہ ۹۰۰ کلومیٹر دور راولپنڈی میں کر دیا۔ تبادلے کے وقت جنرل اقبال نے کہا تھا کہ اس مولوی کو جب دو چار مہینے دھکے کھانے پڑے تو اس کی عقل ٹھکانے آجائے گی۔

لیکن جب حافظ صاحب کو پتا چلا کہ ان کا تبادلہ محکمانہ طور پر نہیں بلکہ ان کو ذہنی اذیت پہنچانے کے لیے اور بہاولپور سے دعوت اہلحدیث کو دبانے کے لیے کیا گیا ہے تو انہوں نے راولپنڈی جوائن کرنے سے انکار کر دیا۔ ان کے بہی خواہوں نے مشورہ دیا بلکہ اصرار کیا کہ ایک دفعہ وہ جوائن کر لیں لیکن حافظ صاحب یہ بات کہہ کر رد کر دیتے کہ وہ اس جرنیل کی بات ہرگز نہیں مانیں گے۔ بوٹوں والے یہ نہ سمجھ لیں کہ ہم نے مولوی کا تبادلہ کر کے اسے سیدھا کر دیا۔

حافظ صاحب نے دینی غیرت کے پیش نظر یہ مؤقف اختیار کیا تھا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ۲۰ جولائی ؁۱۹۸۳ کو حکومت پنجاب نے تبادلہ کا حکم واپس لے لیا اور حافظ صاحب کا دوبارہ تقرر اسی کالج بہاولپور میں ہو گیا۔

۲۸ اگست ؁۱۹۸۰ سے لے کر ۲۰ جولائی ؁۱۹۸۳ تک کا تین سالہ عرصہ حافظ صاحب کیلئے بہت بڑے امتحان کا زمانہ تھا ان کی تنخواہ بند تھی تنخواہ کے علاوہ کوئی ذریعہ آمدنی بھی نہ تھا ان کے پاس دو بھینسیں تھیں جن کا دودھ بیچ کر گزارا کرتے تھے۔ بہاولپور میں ان کا ایک پلاٹ تھا مالی مشکلات کی بناء پر ۸۰ ہزار میں اسے فروخت کیا مگر اس رقم سے ایک پیسہ بھی گھر نہیں لائے پوری رقم مسجد اقصی ون یونٹ چوک بہاولپور کی تعمیر میں لگا دی۔

حافظ صاحب کی ان کوششوں کا نتیجہ ہے کہ آج بہاولپور میں ۵۰ کے قریب مسجدیں بن چکی ہیں جہاں سے صحیح دین حق کی آواز صبح و شام بلند ہوتی رہتی ہیں۔

آیئے حافظ صاحب کی اولاد کی طرف۔۔ حافظ صاحب کے تین بیٹے اور چار بیٹیاں ہیں۔

بیٹوں کی ترتیب یہ ہے۔

ا......عبدالرحمٰن مکی صاحب، ۲......عبدالمنان صاحب، ۳......عبدالحنان صاحب

عبدالرحمٰن مکی صاحب جماعۃ الدعوۃ کے عظیم قائدین میں سے ہیں۔ ماشاءاللہ بہت زبردست خطیب ہیں اپنے والد صاحب کی بنائی ہوئی مسجد شکار پوری گیٹ والی مسجد میں ہر مہینے کا تیسرا جمعہ ارشاد فرماتے ہیں۔ عبدالمنان صاحب بھی دعوت وتبلیغ میں سرگرم رہتے ہیں۔ عبدالحنان یہ آج کل امریکہ میں مقیم ہیں۔ ان کو میں نے ایک دفعہ دیکھا ہے کہ وہ پاکستان آئے ہوئے تھے اور انہوں نے شکار پوری گیٹ والی مسجد میں درس قرآن دیا تھا۔ وہ وہاں امریکہ میں دعوتی کام بھی کرتے ہیں۔

حافظ صاحب کی چار بیٹیوں میں سے دو لاہور میں ہیں۔ ایک حافظ سعید صاحب امیر جماعۃ الدعوۃ پاکستان کے گھر میں ہے، ایک بیٹی محمد یوسف صاحب جو جامعہ اسلامیہ لاہور میں ہوتے ہیں ان کے گھر، ایک سرگودھا اور ایک امریکہ میں مقیم ہے۔

حافظ صاحب اپریل ۱۹۹۱ء کو دل کی عارضہ کی وجہ سے جو اچانک ہوا تھا اس دارِفانی سے کوچ کر گئے آپ کا جنازہ مولانا رفیق اثری صاحب نے گلزار صادق بہاولپور میں پڑھایا تھا۔ بہاولپور کی تاریخ کا وہ بہت بڑا جنازہ تھا، کندھا دینے والوں کی تعداد کی اتنی کثرت تھی کہ چارپائی کے ساتھ بانس باندھنے پڑے تھے۔

حقیقی علماء جو کہ دلوں کے حکمران ہیں ان کا پتا ہمیشہ ان کے جنازوں سے لگایا جاتا ہے

حافظ صاحب دبئی چوک بہاولپور کے قریب الرشید یہ آڈیٹوریم سے ملحق ایک مختصر سا قبرستان ہے جس کے باہر مکمل طور پر چار دیواری کی ہوئی ہے۔ وہاں حافظ صاحب مدفون ہیں۔

پیار

کہتے ہیں کہ پہلا پیار کبھی بھلایا نہیں جاتا
پھر پتہ نہیں لوگ کیوں اپنے ماں باپ کا پیار بھول جاتے ہیں

انتخاب: میاں شہباز شاکر

اصلاح نفس

غیبت کیا ہے......؟

زاہد محمود یزدانی (مدیر مرکز ابی ہریرۃ چشتیاں)

ہم اپنے عزیز و اقارب اور دوست احباب کی اخلاقی کمزریوں، معاملات کی خرابیوں اور دیگر برائیوں کو بیان کرتے رہتے ہیں اس قسم کی گفتگو کی کوئی حیثیت نہیں۔ یاد رکھیں! یہ غیبت ہے اس سے بچیں اور یاد رکھیں کہ مسلمان بھائی کے عیب چھپانے والے کے عیوب قیامت کے دن اللہ تعالیٰ چھپا دے گا اپنے کسی بھائی میں کوئی خرابی دیکھتے ہیں تو اس کو لوگوں کے سامنے بیان کرنے کی بجائے متعلقہ بھائی کو خود ملیں اور ہمدردانہ انداز میں اس کی اصلاح کریں اس لیے کہ مومن دوسرے مومن کا آئینہ ہے، شیشہ تو ہمیشہ درست صورتحال کو بڑی خاموشی کے ساتھ سامنے رکھ دیتا ہے تاکہ آپ اپنے چہرہ سے داغ دھبے دور کرلیں۔ رسول اللہ ﷺ نے مومن کو آئینہ سے تشبیہ دے کر بھائیوں کی اصلاح کے لیے خاموشی اور ہر حکمت والا طریقہ اختیار کرنے کا سلیقہ سمجھا دیا اس لیے کسی بھائی کے عیب لوگوں کے سامنے ہرگز بیان نہ کریں۔

آج لوگ کہتے ہیں آدمی کے اندر جو برائی ہے اس کو بیان کرنے میں کیا حرج ہے۔؟ یہی تو غیبت ہے جس سے منع کیا گیا ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''کیا تم جانتے ہو غیبت کیا ہے؟'' صحابہ ؓ نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے بھائی کا ایسے انداز میں ذکر کرنا جسے وہ پسند نہ کرے'' آپ سے پوچھا گیا اگر اس بھائی میں وہ چیز موجود ہو جس کا ذکر تو کر رہا ہے یقیناً تو نے غیبت کی اور اگر اس میں وہ بات نہیں جو تو اس کی بابت بیان کرے تو پھر تو نے اس پر بہتان باندھا ہے۔''

(رواہ مسلم، کتاب البر و الصلة، باب تحریم الغیبه)

ہاں! ایک آدمی ایسا ہے ہم خود اس کی اصلاح نہیں کر سکتے اور اگر اس کے عیب کو چھپائیں تو زیادہ نقصان اور فتنے کا خطرہ ہے تو ایسی صورت میں مسلمانوں کے امیر یا کسی دوسرے ذمہ دار سمجھ دار شخص کو

حقیقی صورتحال سے آگاہ کریں اور پھر خود کو بری سمجھ کر خاموشی اختیار کرلیں اور لوگوں کے سامنے عیب بیان کرنے سے اجتناب کریں یہی طریقہ آپ کی دنیا سنوارنے اور آخرت کی کامیابی کا ذریعہ ہے۔

یہ بات تو واضح وہ گئی کہ غیبت ناپسندیدہ اور مکروہ عمل ہے، مگر اس پلید عمل سے بچنے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی کیونکہ یہ بیماری وبا کی شکل اختیار کرچکی ہے۔ مجلس خواہ مردوں کی ہو یا عورتوں ، دوکاندار اکھٹے ہوں یا مزدور، پڑھے لکھے مل بیٹھیں یا ان پڑھ، طلباء سے ملیں یا اساتذہ سے، علماء کرام کا اجتماع یا سیاسی و مذہبی لیڈروں کا غیبت سے بچنا ناممکن ہے، اس ناپسندیدہ اور مکروہ عمل سے اگرچہ کوئی جگہ محفوظ نہیں، خواہ بازار ہو منڈی، مسجد ہو یا مدرسہ محراب ہو یا ممبر غیبت کا مرض عام ہے جس کی وجہ سے مسلمانوں کے باہمی تعلقات کشیدہ ہیں۔ نفرتیں اور دوریاں ہیں اس مہلک مرض سے نجات کے لیے صالح صفت احباب کو جرأت سے کام لینا چاہیے جوں ہی کوئی شخص غیبت کی کہانی شروع کرے آپ فوراً برجستہ کہیں محترم کوئی اچھی بات کرنا چاہیں تو ٹھیک ورنہ فضول باتیں نہ کریں اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے غیبت کے مرتکب کو نصیحت بھی کریں۔

۱۔ غیبت سے نفرتیں بڑھتی ہیں۔ ۲۔ غیبت سے دوریاں پیدا ہوتی ہیں۔

۳۔ غیبت سے قطع تعلقی کو فروغ ملتا ہے۔

اس لیے اپنی مجالس میں ہمیں ایسی گفتگو کرنی چاہیے جس سے اخوت و محبت میں اضافہ ہو، دشمنیاں اور عداوتیں ختم ہوں، ناراض بھائیوں میں صلح کی منزل قریب آئے، صلہ رحمی کے جذبات کی آبیاری ہو، رحماء بینھم کی فضا قائم ہو۔ اشداء علی الکفار کے لیے زمین ہموار کی جا سکے اسلام کا بول بالا ہو اور دشمن کے منہ کالا ہو۔ غیبت کا دروازہ بند کرنے کے لیے اس حدیث رسول ﷺ پر عمل شروع کردیں، انشاء اللہ غیبت کا نام ونشان مٹ جائے گا۔ سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ’’جس شخص نے اپنے مسلمان کی عزت کا دفاع کیا، اللہ تعالیٰ قیامت والے دن اس کے چہرہ کو جہنم کی آگ سے دور کردے گا۔ (صحیح الترمذی۔ کتاب البر والصلة باب ماجاء فی الذب)

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو ان احادیث کو سمجھ کر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اللہ گورداسپوری
کی قومی-ملی اور
تبلیغی خدمات کو
خراج تحسین

اک تاریخ ساز شخصیت

باباجی عبداللہ گورداسپوریؒ

تحریر......محمد سہیل احمد گورداسپوری

میرے بڑے تایا جان جن سے میری مراد چوہدری عبدالرحمان سندھو جو کہ فیصل آباد جامعہ سلفیہ کے قریب میں قیام پذیر ہیں باباجیؒ کے بڑے بھائی ہیں (یہ باتیں انہوں نے مجھے بتائی ہیں) باباجیؒ 5 نومبر 1949ء کو بوریوالا شہر میں تشریف لائے تو پہلے جمعۃ المبارک کا خطبہ موجودہ ٹاون ہال (بلدیہ گراؤنڈ، کمیٹی گھر) میں ارشاد فرمایا۔ شاید احباب کے علم میں ہو کہ جب پاکستان بنا تب بوریوالا شہر کو منڈی بوریوالا کہا جاتا تھا۔ بورے والا کی غلہ منڈی کے اندر ایک اوقاف کی مسجد تھی اور ایک جامع مسجد ڈی بلاک میں واقع تھی اور اہلِ حدیث افراد کے لئے کوئی باقاعدہ مسجد نہیں تھی اہلِ حدیث افراد کی تعداد بھی آٹے میں نمک کے برابر تھی اور ایک الگ ہی جگہ پر اپنی نماز وغیرہ ادا کیا کرتے تھے۔ باباجیؒ نے جب اس جگہ اپنا خطبہ جمعۃ المبارک ارشاد فرمایا اور سورہ العصر کی تفسیر بیان کی۔ نوجوانی کا دور تھا لوگوں نے بہت پسند کیا، اگلا جمعہ جب آیا تو اُس دور میں جمعے کی سرکاری چھٹی ہوتی تھی اور گراؤنڈ کو پانی لگانے کی باری تھے اور کمیٹی گھر کے مالی نے گرونڈ کو پانی لگا دیا مولوی عبدالعزیزؒ (سابق چیف جسٹس ریاست فریدکوٹ) کو پتہ چلا انہوں نے جلدی سے جا کر پانی لگانے والے کو کہا اور پانی بند کروایا کیونکہ جمعہ پھر وہیں کمیٹی گھر والی جگہ پر ہی پڑھنا تھا گراؤنڈ میں کچھ جگہ پر پانی لگ چکا تھا اور جب خطبہ جمعہ شروع کیا تو اندر والی جگہ توحید کے پروانوں سے بھر چکی تھی اور پھر لوگوں نے باہر سڑک پر اپنی اپنی چادریں بچھا کر خطبہ سُنا اور نماز جمعہ ادا کی۔

تایا جی فرماتے ہیں کہ نمازِ جمعہ کے بعد مولوی عبدالعزیزؒ صاحب کی کوٹھی پر کھانا کھانے کے لئے گئے تو مولانا فرمانے لگے مولوی عبداللہ صاحب اب آپ یہاں ہمارے پاس قیام پذیر ہو جائیں اور ساتھ ہی حاجی ابراہیم صاحبؒ جو کہ باباجانؒ کے ہندوستان کے دوست تھے اُن سے کہا کہ ان کو جانے

مت دینا۔۔۔ پھر میرے باباجیؒ نے بھی اس بات کی لاج رکھی کہ جب گئے ہیں تو اس جہان سے ہی چلے گئے۔ (اللہ تعالیٰ کروٹ کروٹ جنت عطا فرمائے۔ آمین)

باباجیؒ کی زندگی میں وہ دن بھی آیا کہ جب باباجیؒ کے بڑے بھائی مولوی نور محمدؒ جو کہ رائیونڈ کی غلہ منڈی والی مسجد اہل حدیث میں خطیب تھے اور پھر وہاں پر ہی انتقال فرما گئے تھے تو رائیونڈ سے احباب جماعت۔ بوریوالا آئے اور خاندان کے کچھ افراد بھی ساتھ تھے آپ کو بوریوالا سے رائیونڈ لے جانے کی باتیں ہونے لگی، اور باباجی نے بھی رائیونڈ جانے کا فیصلہ کرلیا تھا۔ ان حالات میں بوریوالا کے لوگوں کو پتا چلا تو سب لوگ مسجد میں اکٹھے ہو گئے اور باباجیؒ کو روکنے کی کوششیں کی جانے لگی لیکن باباجیؒ نے کسی کی بات نہ مانی۔ اپنا سامان باندھ لیا اور شام کو رائیونڈ جانے والی ٹرین پر سوار ہونا تھا اس لیے ریلوے اسٹیشن کی طرف چل دیے۔ تایا جی فرماتے ہیں لوگوں کی چیخیں نکل گئی مسجد میں لوگ رونے لگے۔ سامان لے کر اسٹیشن کی طرف چلے تو سب لوگ ساتھ تھے اور پھر بورے والا کے لوگ جیت گئے اور اسٹیشن سے لوگ آپ کو واپس لے آئے۔ باباجیؒ نے اپنا فیصلہ تبدیل کرلیا اور یہاں پر ہی رہنے کا فیصلہ کیا۔ رائیونڈ کے لوگوں نے جب یہ حالات دیکھے تو واپس چل دیئے۔

پھر باباجیؒ کی زندگی میں وہ دن بھی آیا کہ جب جماعت اہل حدیث کے ایک نامور راہنما انتقال فرما گئے تو وہاں کی جماعت نے کوشش کی کہ کسی طرح باباجیؒ کو وہاں لے جایا جائے اور اُن کی جگہ پر خطابت دی جائے۔ ان حالات میں جب بوریوالا کے بہت ہی مخلص انسان سیٹھ سلیمانؒ صاحب جو کہ اُس وقت انجمن آڑھتیاں غلہ منڈی کے صدر تھے اُن کو ساری صورتِ حال کا پتا چلا تو اُنھوں نے اپنے عزیز محترم جناب شیخ عبدالستارؒ صاحب (جو کہ ہمارے موجودہ صدر انجمن اہل حدیث بوریوالا جناب شیخ عبدالوحید اسلم صاحب کے والدِ محترم تھے اور اس خاندان کے ساتھ باباجیؒ کا ایک ایسا تعلق تھا کہ جب بھی کبھی کسی نے باباجیؒ کے بارے میں کوئی بات کی تو سب سے پہلے شیخ صاحب اور اُن کے اہل خانہ اُس کے سامنے ہوتے تھے اب بھی باباجیؒ کے جنازہ پر جتنا انتظام تھا وہ سب بھی شیخ وحید اسلم صاحب اور اُن کے ساتھیوں نے کیا تھا جس میں جنازہ کا انتظام اور بیرون شہر

سے آنے والے افراد کے لیے کھانے کا انتظام بھی شامل ہے اللہ اُن کو اس کا اجر عطا کرے گا ان شاء اللہ) اُن کو مسجد میں بھیجا اور کہا کہ جا کر وہاں موجود جماعتی احباب کو کہنا کہ مولوی عبداللہؒ کا مول ڈال لیں (یعنی ان کو ترازو میں تول لیں) اور اگر وہ پیسے میں جیت گئے تو وہ لے جائیں، نہیں تو مولوی صاحبؒ یہاں سے نہیں جائیں گے۔ ان شاء اللہ۔ پھر ایسا ہی ہوا جب شیخ صاحب مسجد میں تشریف لائے تو اُنھوں نے سب کی بات سُنی اور سیٹھ سلیمان صاحبؒ والی بات اُن کو بتا دی تو وہ لوگ واپس چلے گئے۔ (یہ بات بابا جیؒ نے مجھے خود بتائی تھی)

بابا جی کی ساری زندگی ایک ایسی داستان کی طرح ہے جس کو جہاں سے بھی اور جب بھی کوئی پڑھنے کی کوشش کرے گا تو یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ وہ حیران رہ جائے گا۔ اُن کی زندگی کے چند پوشیدہ اوراق بھی میں آپ حضرات کے سامنے رکھنے کی کوشش کروں گا۔ یہ میں سب اس لیے کر رہا ہوں کہ میں نے بھی بابا جانؒ کے ساتھ اپنی زندگی کے چند سال گزارے ہیں۔ اس میں سے کئی سال تک میں بھی بابا جیؒ کے ساتھ ملک بھر میں جماعتی اور غیر جماعتی کانفرنسوں اور اجلاسوں میں شریک ہوتا رہا ہوں۔ بہت ساری خوبصورت یادیں اور بہت سارے لوگوں کی محبتیں جو وہ بابا جیؒ سے کیا کرتے تھے اور اُن کی عقیدتیں، اُن کا احترام میں اُن سب کا چشمِ دید گواہ ہوں۔

مجھے یاد ہے سب ذرا ذرا   تمہیں یاد ہو کہ نا یاد ہو

محترم میرے بابا جانؒ ایک ایسی عہد ساز شخصیت تھی جو اب شاید ہی اس دنیا میں آئے کیونکہ وہ خود بھی عظیم تھے اور جن کا قرب ان کو ملا وہ بھی عظیم سے عظیم تر لوگ تھے جن میں سے چند ایک سے میری مراد شیر پنجاب فاتح قادیان شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ، مولانا ابراہیم میر سیالکوٹیؒ، مولانا قاضی محمد سلیمان منصور پوریؒ، مولانا سید داود غزنویؒ، حضرت مولانا حافظ عبد اللہ روپڑیؒ، مولانا محمد اسماعیل روپڑیؒ، حضرت مولانا حافظ عبدالقادر روپڑیؒ، حضرت العلام مولانا محمد عطاء اللہ حنیفؒ، مولانا محمد اسماعیل سلفی آف گوجرانوالہؒ، مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، مولانا معین الدین لکھویؒ، حافظ یحییٰ عزیز میر محمدیؒ، شیخ القرآن مولانا محمد حسین شیخو پوریؒ جیسے لوگ شامل تھے ایک بہت طویل فہرست ہے۔ اور یہ ایسے لوگ ہیں جن کا مقام و مرتبہ پوری

قوم جانتی ہے۔ انہوں نے قیام پاکستان کی تحریک میں بھرپور حصہ لیا اور جماعت اہلِ حدیث کی تنظیمِ نو کے لئے کی جانے والی کوششوں میں نمایاں کام کیا۔ میرے باباجیؒ ان سب کے ساتھ اپنے اپنے وقت میں اپنی حیثیت کے مطابق ہمسفر تھے، یہ سب بہت بڑے لوگ تھے اور جو بھی ان کے ساتھ مل گیا وہ اک روشن چراغ بن گیا، جو بھی ان کی صحبت میں چند دن گزار گیا وہ خود نایاب بن گیا، شاید اسی لیے کہتے ہیں کہ معصوم کی نسبت سے تو پتھر بھی معصوم بن جایا کرتے ہیں۔

وہ جب فاتح قادیان مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کے ساتھ خادم کی حیثیت سے تھے تو شیرِ پنجاب کے روحانی فرزند اور شاگردِ خاص کا مقام حاصل کیا۔ ساری زندگی ختم نبوت کے تحفظ میں گزار دی، وہ ایسا کیوں نہ کرتے وہ فاتح قادیان کے تربیت یافتہ جو تھے۔ باباجیؒ اپنی تقریر و تحریر میں اکثر مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ اور مولانا ابراہیم میر سیالکوٹیؒ کا تذکرہ کیا کرتے تھے، اور فرمایا کرتے تھے کہ میں نے اپنی زندگی میں صرف ایک ہی شیر دیکھا تھا (جن سے میری مراد مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کی شخصیت ہے) کہ جب وہ پنڈال میں سے گزر کر سٹیج پر تشریف لاتے تھے تو کوئی اونچی سانس نہیں لیا کرتا تھا اور مجمع میں اک خاموشی چھا جاتی تھی۔ جب مولانا کا خطاب عام شروع ہوتا تو اکثر پنڈال کی قناتیں اُتار دی جاتی تھیں کیونکہ مولانا کے خطاب کو سننے کے لیے، سکھ، ہندو، آریہ، عیسائی اور دیگر مذاہب کے لوگ بھی آیا کرتے تھے۔

باباجی خود فرمایا کرتے تھے کہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ سکھ اور ہندو مولانا کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہوتے تھے کیونکہ مجمع زیادہ ہونے کی وجہ سے وہ باہر نہیں نکل سکتے تھے اس لیے وہیں نماز میں کھڑے ہو جاتے اور دیکھتے رہتے کہ اب مسلمان نماز کیسے ادا کر رہے ہیں اور پھر مذاق میں فرمایا کرتے تھے کہ آج کل کے مولویوں کے پیچھے اپنے ہی لوگ نماز ادا نہیں کرتے۔ باباجی فرماتے ہیں کہ مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کا کتب خانہ اُس دور میں ایک نایاب کتب خانہ تھا جس میں مذاہبِ باطلہ کے بارے میں ہزاروں کی تعداد میں کتب موجود تھیں لیکن افسوس صد افسوس کے مولانا امرتسریؒ کا کتب خانہ قیامِ پاکستان کے وقت ہونے والے ہنگاموں میں جلا دیا گیا تھا اُس دور میں اُس کتب خانے کی قیمت لاکھوں میں تھی مولانا امرتسریؒ کو اپنے کتب خانے کے جل جانے کا بہت صدمہ تھا۔ (جاری ہے......!)

آہ! مولانا ثناء اللہ مجاہد (رحمہ اللہ)

ابوطلحہ بن ثناء اللہ مجاہد (کھچی والا)

مزین اخلاص تھا، علم سے تو سرشار تھا
میدان علم و عمل میں برسر پیکار تھا

وقف کیا دیں کیلئے تجھے ترے والد نے
پابند صوم صلوۃ ، عبادت گزار تھا

اسلام منشور، اسلام ترا مطمع نظر
خوف خدا اور للّٰہیت ترا شعار تھا

اس ہستی سے لقب ملا تجھ کو مجاہد کا
صوفی عبداللہ ، کفر جس سے بیزار تھا

نہ ہوئی طمع تجھے شہرت ، مال و دولت کی
مقصد اشاعت دین ، توحید کا پرچار تھا

پہنچایا پیام اسلام تو نے گھر گھر
تبلیغ دیں کا تو اتنا طرف دار تھا

نہ ہوئی طمع تجھے کبھی نام ونمود کی
صرف رضائے الٰہی کا تو طلبگار تھا

لیا کام تجھ سے خدا نے ہر میدان میں
دین اسلام سے اتنا تو وفادارتھا

خطابت ہو کتابت ہو یا ہو تدریس
مسائل میں بھی تو بڑا تجربہ کار تھا

دی دعوت حق اہل بہاولنگر کو تو نے
کام جب دعوت کا بہت ہی دشوار تھا

سینکڑوں لوگ آئے صراط مستقیم پہ
ہموار ہوا علاقہ ، جو بڑا نا ہموار تھا

میدان جہاد سے بھی تو نہ رہا پیچھے
جہاد و قتال تری شخصیت کا وقار تھا

سر پھاڑا جس نے کر دیا معاف اس کو
مزین عفو، ترا بلند ایسا کردار تھا

طرز ترا توکل علی اللہ تا دم زیست
رضائے خدا پہ راضی ، اتنا شکر گزار تھا

نبرد آزما ہوا تو دل خراش آلام سے
صبر پر مشتمل بلند ترا معیار تھا

موت کی حقیقت سے منکشف ہوا تو بھی
جس سے انبیاء کو بھی نہ انکار تھا

ملے گواہی چہار سو تری شرافت کی
ہر انساں تری محبت میں بے قرار تھا

تری خدمات ، ترے احسانات کو یاد کرکے
جنازے میں شریک ہر فرد اشکبار تھا

سلام ہو تری عظمت پر اے مرد مجاہد
کہ تری شخصیت کا ہر پہلو پائدار تھا

فخر ہستی پہ تری طلحہ کیوں نہ کرے
صاحب تقویٰ ، علم وعمل کا تو انوار تھا

MONTHLY **AL-MUHAMMDIA** HASILPUR

قارئین کرام! مجلہ ''المحمدیہ'' خود پڑھئے...... دوست واحباب کو تحفہ
میں دیجئے یہ آپ کے لیے صدقہ جاریہ ہے

جناب محمد عظیم حاصل پوری صاحب کی نئی تالیفات

میت
کو نفع دینے والے اعمال

نیکیوں کے ثمرات
اور
برائیوں کے نقصانات

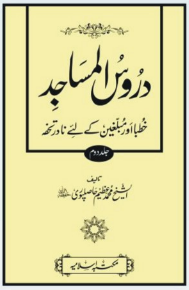
دروس المساجد
خطباء اور مبلغین کے لیے نادر تحفہ
جلد دوم

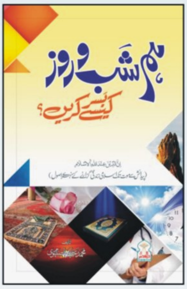
ہم شب و روز کیسے بسر کریں؟

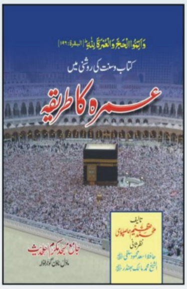
کتاب وسنت کی روشنی میں
عمرہ کا طریقہ

ملنے کے پتے

مکتبہ نعمانیہ اردو بازار گوجرانوالہ- 055-4235072
مکتبہ اسلامیہ اردو بازار لاہور- 042-37244973
محمدیہ اسلامک ریسرچ سنٹر جالندھر کالونی حاصل پور- 0313-2501221

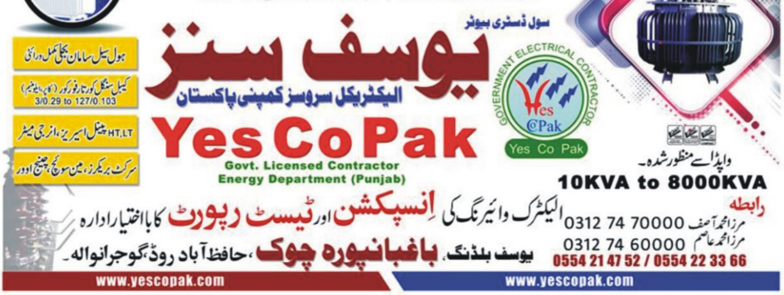
AB AMPERE (PVT) LTD.
Manufacturers of Power & Distribution Transformers
458-K, Model Town, Lahore. | Tel +92-42-35846310-12 | Fax:+92-42-35856313
Email: info@abampere.com.pk | www.abampere.com.pk

سول ڈسٹری بیوٹر
یوسف سنز
الیکٹریکل سروسز کمپنی پاکستان
Yes Co Pak
Govt. Licensed Contractor
Energy Department (Punjab)

ہول سیل سامان بجلی مکمل ورائٹی
کیبل سنگل کور تا فور کور (کاپر، ایلومینیم) 3/0.29 to 127/0.103
HT,LT پینل اسیریز، انرجی میٹر
سرکٹ بریکرز، مین سوئچ، چینج اوور

GOVERNMENT ELECTRICAL CONTRACTOR
Yes Co Pak

واپڈا سے منظور شدہ۔
10KVA to 8000KVA

الیکٹرک وائیرنگ کی اِنسپکشن اور ٹیسٹ رپورٹ کا بااختیار ادارہ
یوسف بلڈنگ، باغبانپورہ چوک، حافظ آباد روڈ، گوجرانوالہ۔

رابطہ
مرزا محمد آصف 0312 74 70000
مرزا محمد عاصم 0312 74 60000
0554 21 47 52 / 0554 22 33 66

www.yescopak.com
www.yescopak.com